قُلۡ اِنَّ الۡفَضۡلَ بِیَدِ اللّٰہِ ۚ یُؤۡتِیۡہِ مَنۡ یَّشَآءُ ؕ وَاللّٰہُ وَاسِعٌ عَلِیۡمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

الفضل لندن

مدیر: ابو سعید

Online Edition

بدھ 02 ستمبر 2020ء | 14 محرم الحرام 1442 ہجری قمری | جلد: 2 | شمارہ: 209

ارشاد باری تعالیٰ

اِنَّ اللّٰہَ وَ مَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوۡنَ عَلَی النَّبِیِّ ؕ یٰۤاَیُّھَا الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا صَلُّوۡا عَلَیۡہِ وَ سَلِّمُوۡا تَسۡلِیۡمًا

(الاحزاب: 57)

یعنی اللہ اور اس کے فرشتے اس نبی پر درود بھیجتے رہتے ہیں پس اے مومنو! تم بھی اس نبی پر درود بھیجتے رہا کرو اور اس کے لئے سلامتی مانگتے رہا کرو۔

فرمان رسول ﷺ

کونسا درود پڑھا جائے؟

حدیث شریف میں حضرت کعبؓ بیان فرماتے ہیں:

ہم لوگوں نے (ایک دفعہ) حضرت رسول کریم ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ ہم آپ لوگوں یعنی آپ کے گھر کے ساتھ تعلق رکھنے والے تمام لوگوں پر درود کس طرح بھیجا کریں۔ سلام بھیجنے کا طریق تو اللہ تعالیٰ نے ہمیں بتا دیا ہے مگر درود بھیجنے کا طریق ہم نہیں جانتے۔ آپؐ نے فرمایا یوں کہا کرو۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا صَلَّیۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔ اَللّٰھُمَّ بَارِکۡ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّعَلٰٓی اٰلِ مُحَمَّدٍ کَمَا بَارَکۡتَ عَلٰٓی اِبۡرَاھِیۡمَ وَعَلٰٓی اٰلِ اِبۡرَاھِیۡمَ اِنَّکَ حَمِیۡدٌ مَّجِیۡدٌ۔

یعنی: اے اللہ محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آل پر درود بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم پر اور حضرت ابراہیم کی آل پر درود بھیجا ہے۔ تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ اے اللہ تو محمد ﷺ پر اور محمدؐ کی آل پر برکات بھیج۔ جیسا کہ تو نے حضرت ابراہیم اور حضرت ابراہیم کی آل پر برکات بھیجی ہیں تو بہت ہی حمد والا اور بزرگی والا ہے۔ (صحیح بخاری کتاب الانبیاء)

فرمان خلیفہ وقت

درود شریف بکثرت پڑھنے کی تازہ دعائیہ تحریک

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 28 اگست 2020ء کو خطبہ جمعہ کے آخر میں احباب جماعت کو درود شریف کثرت سے پڑھنے اور دعاؤں کی طرف توجہ دینے کے لئے درج ذیل الفاظ میں متوجہ فرمایا:

’’آجکل خاص طور پر اس مہینے میں بھی اور ہمیشہ جبکہ دشمنی بھی آجکل اپنے عروج پر اور زوروں پر ہے خاص طور پر پاکستان میں بھی اور دوسری جگہوں پہ بھی دعاؤں پر بہت زور دیں درود شریف پڑھنے پر بہت زور دیں اور جتنا اللہ تعالیٰ کے حضور ہم جھکیں گے اتنا ہی جلدی اللہ تعالیٰ ہمیں فتح نصیب کرے گا کامیابی و کامرانی نصیب فرمائے گا۔ ان دنوں میں خاص طور پہ دوسرے مسلمانوں کے لئے بھی دعا کریں وہ مسلمان فرقے ایک دوسرے کی گردنیں کاٹنے پر لگے ہوئے ہیں اور ان دنوں میں خاص طور پر جب دس محرم آتی ہے تو تاریخ ابھی تک تو یہی بتا رہی ہے کہ کہیں نہ کہیں امام بارگاہوں پہ اور تعزیوں پہ یا مختلف جگہوں پہ حملے بھی ہوتے ہیں اور پھر کئی لوگوں کو شہید کیا جاتا دین کے نام پر شہید کیا جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ عقل دے اور یہ سال اس سال کم از کم ایسی کہیں اطلاع نہ ملے کسی بھی ملک سے کہ جہاں مسلمانوں نے مسلمانوں کو مارا ہو اور اس حقیقت کو بھی جلد پہچاننے والے ہوں یہ مسلمان کہ اسلام کی فتح جو اللہ تعالیٰ نے مقدر کی ہے وہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ سے ہی کی ہے اور ان کو یہ سمجھ آجائے کہ ہماری کامیابی اب اسی میں ہے کہ زمانے کے امام اور مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بیعت میں آجائیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو توفیق بھی عطا فرمائے۔‘‘ (آمین)

(ادارہ)

حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

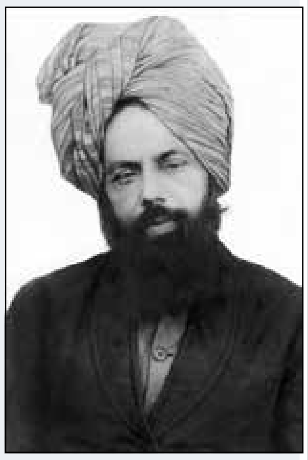

درود شریف کس طرح پڑھا جائے؟

حضرت مسیح موعودؑ اپنے ایک خط میں تحریر فرماتے ہیں:

’’درود شریف اس طور پر نہ پڑھا کریں کہ جیسا عام لوگ طوطے کی طرح پڑھتے ہیں۔ نہ ان کو جناب حضرت رسول اللہ ﷺ سے کچھ کامل خلوص ہوتا ہے اور نہ وہ حضورِ تام سے اپنے رسول مقبولؐ کے لئے برکاتِ الٰہی مانگتے ہیں۔ بلکہ درود شریف سے پہلے اپنا یہ مذہب قائم کر لینا چاہئے کہ رابطہ محبت آنحضرت ﷺ اس درجہ تک پہنچ گیا ہے کہ ہرگز اپنا دل تجویز نہ کر سکے کہ ابتدائے زمانہ سے انتہاء تک کوئی ایسا فرد بشر گزرا ہے جو اس مرتبہ محبت سے زیادہ محبت رکھتا تھا یا کوئی ایسا فرد آنے والا ہے جو اس سے ترقی کرے گا۔ اور قیام اس مذہب کا اس طرح پر ہو سکتا ہے کہ جو کچھ محبانِ صادق آنحضرت ﷺ کی محبت میں مصائب اور شدائد اٹھاتے رہے ہیں یا آئندہ اٹھا سکیں یا جن جن مصائب کا نازل ہونا عقل تجویز کر سکتی ہے وہ سب کچھ اٹھانے کے لئے دلی صدق سے حاضر ہو۔ اور کوئی ایسی مصیبت عقل یا قوّتِ واہمہ پیش نہ کر سکے کہ جس کے اٹھانے سے دل رک جائے اور کوئی ایسا حکم عقل پیش نہ کر سکے کہ جس کی اطاعت سے دل میں کچھ روک یا انقباض پیدا ہو اور کوئی ایسا مخلوق دل میں جگہ نہ رکھتا ہو جو اس جنس کی محبت میں حصہ دار ہو...... پس جب اس طور پر یہ درود شریف پڑھا گیا تو وہ رسم اور عادت سے باہر ہے اور بلاشبہ اس کے عجیب انوار صادر ہوں گے اور حضورِ تام کی ایک یہ بھی نشانی ہے کہ اکثر اوقات گریہ و بکا ساتھ شامل ہو اور یہاں تک یہ توجہ رگ اور ریشہ میں تاثیر کرے کہ خواب اور بیداری یکساں ہو جائے۔‘‘ (مکتوبات جلد 1 صفحہ 13)

اسی طرح ایک دوسرے خط میں نصیحت کرتے ہیں۔

’’آپ درود شریف کے پڑھنے میں بہت ہی متوجہ رہیں۔ اور جیسا کہ کوئی اپنے پیارے کے لئے فی الحقیقت برکت چاہتا ہے۔ ایسے ہی ذوق اور اخلاص سے حضرت نبی کریم ﷺ کے لئے برکت چاہیں۔ اور بہت ہی تضرع سے چاہیں۔ اور اس تضرع اور دعا میں کچھ بناوٹ نہ ہو۔ بلکہ چاہئے کہ حضرت نبی کریم ﷺ سے سچی دوستی اور محبت ہو۔ اور فی الحقیقت روح کی سچائی سے وہ برکتیں آنحضرت ﷺ کے لئے مانگی جائیں۔ کہ جو درود شریف میں مذکور ہیں...... اور ذاتی محبت کی یہ نشانی ہے کہ انسان کبھی نہ تھکے اور نہ ملول ہو۔ اور نہ اغراض نفسانی کا دخل ہو۔ اور محض اسی غرض کے لئے پڑھے کہ آنحضرت ﷺ پر خداوند کریم کے برکات ظاہر ہوں۔‘‘

(مکتوبات احمدیہ جلد اول صفحہ 24-25)

اس شمارہ میں

- ہمہ دم اپنی آنکھوں میں نمی محسوس ہوتی ہے (منظوم)
- احمدی خواتین اور لڑکیاں اسلامی تعلیم و اسلامی اخلاق سے آراستہ ہوں
- محترم میاں غلام احمد صاحب سے وابستہ ناقابل فراموش یادیں
- ناانصافی اور نسل پرستی کے بارہ میں اسلام کا موقف

دربارِ خلافت

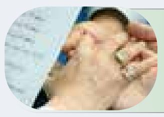

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

”پس ایک احمدی ماں جو آج بچوں کی ماں ہے یا مستقبل میں بچوں کی ماں بننے والی ہے اس کا یہ فرض ہے کہ اپنی گود سے ہی اگلی نسلوں میں اللہ تعالیٰ کی حدود کا ادراک پیدا کریں۔ اس کے لیے کوشش کریں، ان کے لیے دعائیں کریں اور احمدی باپوں کا کام ہے کہ اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ اپنی بیویوں کا ہاتھ بٹائیں ورنہ آپ سب کے عہد کہ ہم دین کو دنیا پر مقدم رکھیں گے جھوٹ اور زبانی دعوے ہوں گے اور اللہ تعالیٰ ان عہدوں کے پورا نہ کرنے کے بارے میں پھر ضرور پوچھے گا۔ پس اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے ہم سب کو اپنی ذمہ داریوں کو ادا کرنے کی کوشش کرنی چاہیے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے ہم نے جو عہد بیعت کیا ہے اسے پورا کرنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہیے۔حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ہم سے کیا چاہتے ہیں۔ ایک موقع پر آپؑ نے فرمایا کہ

”خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے۔تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔“ پھر آپؑ فرماتے ہیں ”...خبردار!!! تم غیر قوموں کو دیکھ کر ان کی ریس مت کرو کہ انہوں نے دنیا کے منصوبوں میں بہت ترقی کر لی ہے۔ آؤ ہم بھی انہی کے قدم پر چلیں“ (یہ نہ سوچو) ”سنو اور سمجھو کہ وہ اس خدا سے سخت بیگانہ اور غافل ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلاتا ہے۔“ وہ تو خدا سے غافل ہو چکے ہیں جو تمہیں اپنی طرف بلا رہا ہے اور جس کی خاطر تم نے مسیح موعود کو مانا ہے، اسلام قبول کیا ہے۔فرمایا ”......میں تمہیں دنیا کے کسب اور حرفت سے نہیں روکتا“ کام اور حرفت وغیرہ ہیں، کام ہیں، نوکری ہے، دکانداری ہے، تجارت ہے، صنعت ہے، اس سے آپؑ نے فرمایا میں نہیں روکتا ”مگر تم ان لوگوں کے پیرو مت بنو جنہوں نے سب کچھ دنیا کو ہی سمجھ رکھا ہے۔ چاہیے کہ تمہارے ہر ایک کام میں خواہ دنیا کا ہو خواہ دین کا خدا سے طاقت اور توفیق مانگنے کا سلسلہ جاری رہے لیکن نہ صرف خشک ہونٹوں سے“ یہ نہیں کہ منہ سے زبانی کہہ دیا اللہ تعالیٰ ہماری مدد کرے“ بلکہ چاہیے کہ تمہارا سچ مچ یہ عقیدہ ہو کہ ہر ایک برکت آسمان سے ہی اترتی ہے۔ تم راستباز اس وقت بنو گے جبکہ تم ایسے ہو جاؤ کہ ہر ایک کام کے وقت، ہر ایک مشکل کے وقت قبل اس کے جو تم کوئی تدبیر کرو۔ اپنا دروازہ بند کرو اور خدا کے آستانہ پر گرو۔“ اپنی تدبیریں جو دنیاوی تدبیریں ہیں ان کے لیے پلاننگ کرو لیکن اس سے پہلے اللہ تعالیٰ کے حضور جھکو۔سجدے کرو اور رکوع کرو اور نمازیں پڑھو اور دعائیں کرو“ کہ ہمیں یہ مشکل پیش ہے۔ اپنے فضل سے مشکل کشائی فرما۔تب روح القدس تمہاری مدد کرے گی اور غیب سے کوئی راہ تمہارے لیے کھولی جائے گی۔ اپنی جانوں پر رحم کرو۔ اور جو لوگ خدا سے بکلی علاقہ توڑ چکے ہیں اور ہمہ تن اسباب پر گر گئے ہیں۔ یہاں تک کہ طاقت مانگنے کے لیے وہ منہ سے ان شاء اللہ بھی نہیں نکالتے۔ان کے پیرو مت بن جاؤ۔ خدا تمہاری آنکھیں کھولے تا تمہیں معلوم ہو کہ تمہارا خدا تمہاری تمام تدابیر کا شہتیر ہے۔ اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟“ تمہاری تدبیریں جو ہیں، تمہاری

بقیہ صفحہ 8 پر

آج کی دعا

رَبَّنَاۤ اَخۡرِجۡنَا مِنۡ ہٰذِہِ الۡقَرۡیَۃِ الظَّالِمِ اَہۡلُہَا ۚ وَاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ وَلِیًّا ۚۙ وَّاجۡعَلۡ لَّنَا مِنۡ لَّدُنۡکَ نَصِیۡرًا۔

(سورۃ النساء: آیت 76)

ترجمہ:

”اے ہمارے ربّ! تو ہمیں اس بستی سے نکال جس کے رہنے والے ظالم ہیں اور ہمارے لئے اپنی جناب سے کوئی سرپرست بنا دے۔ اور ہمارے لئے اپنی جناب سے کوئی مددگار مقرر فرما۔“

یہ قرآن کریم کی ظالم قوم سے نجات پانے کی دعا ہے۔

اس میں خدا کے نیک بندوں کی دعا کا ذکر ہے جو ایک بستی (مکہ) والوں کے ظلم سے تنگ تھے اور خدا کے حضور عاجزانہ دعاؤں میں مشغول تھے کہ انہیں ان ظالموں کے ظلم سے نجات ملے۔ اس کے آثار جنگِ بدر کے بعد نظر آنے شروع ہو گئے تھے اور مکمل طور پر ظالموں کے ظلم سے نجات خدا تعالیٰ نے فتح مکہ کے موقع پر عطاء فرمائی۔

مشکلات سے نجات اور مددِ باری تعالیٰ کے حصول کے لئے یہ بہت مجرّب دعا ہے۔

(مرسلہ: قدسیہ محمود سردار)

محسوس ہوتی ہے

ہمہ دم اپنی آنکھوں میں نمی محسوس ہوتی ہے
فضا ہی بلکہ ساری شبنمی محسوس ہوتی ہے
وہ دل جو گرمئ جذبات سے سرگرم رہتا تھا
اب اس پر برف کی تہہ سی جمی محسوس ہوتی ہے
نظر میں گھومتے جب ہیں سکوتِ ساز کے لمحے
تو اپنی نبض بھی اس پل تھمی محسوس ہوتی ہے
جہاں فرقت ہمارے بیچ میں حائل ہے صدیوں کی
وہیں پہ ایک قربت باہمی محسوس ہوتی ہے
نہ جانے کیا کیا میں نے نہ جانے کیا ہوا مجھ سے
مزاجِ دوستاں میں برہمی محسوس ہوتی ہے
لگائے لاکھ کوئی خود پہ صبر و ضبط کے پہرے
اذیّت درد کی تو لازمی محسوس ہوتی ہے
بہت سے زخم پہلے بھی لگے جو بھر گئے لیکن
ٹسک جو دل میں اب ہے دائمی محسوس ہوتی ہے
عجب احساسِ تنہائی اتر آیا مرے دل میں
مجھے تو آج اپنی بھی کمی محسوس ہوتی ہے

(صاحبزادی امتہ القدوس)

اداریہ

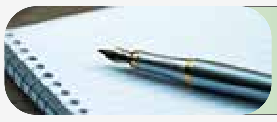

جتنی تربیت علم سے ہوتی ہے اتنی کسی اور چیز سے نہیں ہوتی (المصلح الموعودؓ)

احمدی خواتین اور لڑکیاں اسلامی تعلیم و اسلامی اخلاق سے آراستہ ہوں

حصول علم کا مرتبہ، اہمیت و فضیلت اور افادیت تو مسلّمہ ہے۔ آنحضور ﷺ کے دورمبارک میں صحابہ کرامؓ علم کے حصول کے لیے نمایاں نظر آئے۔ حضرت ابوہریرہؓ تو دربارِ رسولؐ میں دھونی رما بیٹھے تھے کہ کوئی فرمانِ رسولؐ میرے کانوں سے رہ نہ جائے۔ احادیث کی تلاش میں ہمارے اسلاف نے اُس دور میں جب کہ آمدورفت کے ذرائع بہت مشکل تھے سینکڑوں بلکہ ہزاروں میل کا سفر کیا۔ آنحضرت ﷺ نے فرمایا اُطْلُبُوا الْعِلْمَ وَلَوْ بِالصِّیْنِ (الکامل لابن عدی) کہ علم حاصل کرو خواہ تمہیں چین جانا پڑے۔ پھرحصول علم کا کوئی دور زندگی میں مقرر نہیں ہے جیسا کہ مشہور مقولہ ہے اُطْلُبُوا الْعِلْمَ مِنَ الْمَھْدِ اِلَی اللَّحْدِ کہ پنگھوڑے کے زمانہ سے لے کر لحد میں جانے تک علم حاصل کرو۔ آج چونکہ اس اداریہ میں احمدی خواتین کو حصولِ علم کے حوالہ سے توجہ دلانی ہے جس کے لیے آنحضور ﷺ کا یہ راہنما فرمان موجود ہے فرمایا کہ ”اپنے دین کا نصف علم اِس حمیراء (یعنی عائشہ صدیقہؓ) سے سیکھو۔“ (زوجات النبیؐ الطاہرات)

حضرت عائشہؓ کی اس یکتا فضیلت پر جہاں مسلمان خواتین بالخصوص احمدی مسلمان مستورات جس حد تک فخر کریں کم ہے وہاں اپنی ذمہ داریوں کو سمجھتے ہوئے حضرت عائشہؓ کی تقلید میں دینی علم حاصل کریں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ بانی تنظیم لجنہ اماء اللہ کو مخاطب ہو کر الہاماً بتایا ہے کہ ”اگر پچاس فیصدی عورتوں کی اصلاح کرلو تو دین حق کو ترقی حاصل ہوجائے گی۔“ کیونکہ عورت کی گود، بچوں کی تعلیم و تربیت کے لیے بنیادی درسگاہ ہے جہاں سے تربیت پا کر بچے میدان عمل کے شہسوار بنتے ہیں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ عنہ فرماتے تھے کہ میں نے تلاوتِ قرآن کی آواز اپنی ماں کے پیٹ میں سنی تھی۔ اور پیدائش کے بعد نہ صرف وہ عظیم مفسر قرآن بنے بلکہ خلیفۃ المسیح کے مقام پر فائز ہو کر ہزاروں لاکھوں کو دینی تعلیم دینے کا موجب بنے۔

اسی لئے ماؤں کو یہ ترغیب دی جاتی ہے کہ وہ دوران حمل نیک کام بجالائیں۔ نمازیں پڑھیں، دعائیں کریں، تلاوت قرآن کریم کریں تاان کے نقوش پیٹ میں موجود بچے کے اوپر آویزاں ہوں۔ اگر دوران حمل عورت کو سرسبز اور خوبصورت چیزیں جیسے سینریز (Sceneries) وغیرہ دیکھنے کی ترغیب بچے کی خوبصورتی پر دلالت کرسکتی ہے یا دودھ پیتا بچے کی رنگت پر اثر انداز ہوسکتا ہے تو دینی کام کا اثر بھی بچے پر نقش ہوگا۔ لہٰذا ماؤں کو دینی علوم کے حصول کی طرف بھی بہت توجہ دینی چاہیے۔ تا ان علوم کو مدنظر رکھ کر اپنے بچوں کی تعلیم و تربیت کرسکیں۔

آج کل جب کہ علوم مختلف کا دور دورہ ہے۔ ہماری توجہ دینی علوم سے ہٹ کر دنیوی علوم کی طرف ہوتی جارہی ہے۔ بعض مائیں بھی اپنے بچوں کے لئے جو توجہ دنیوی علوم کے حصول کی طرف دیتی ہیں اتنی توجہ دینی علوم کے لئے نہیں ہے۔ اسکولز کے لیے مائیں اپنے بچوں کو صبح جگائیں گی۔ ان کو تیار کریں گی۔ ان کے بستوں اور بیگز کو خود چیک کریں گی اور وہ خود یا بچوں کے باپ انہیں اپنی نگرانی میں اسکولز چھوڑ کر بھی آئیں گے اور پھر Pick بھی کریں گے بلکہ شام کو خصوصیت سے مل بیٹھ کر Home work بھی کروائیں گے اور حسبِ توفیق ٹیوشن بھی لگوائیں گے۔ مگر دینی علوم کے لیے اتنی توجہ نہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ دنیوی علوم کا حصول بھی ضروری ہے۔ لیکن دنیوی علوم کو مزید سیکل کرنے کے لئے دینی علوم سے آشکار ہونا اور بچوں کو کروانا ضروری ہے۔ جس کی طرف ماؤں کو اور گھر میں موجود بہنوں اور خواتین کو خصوصیت سے توجہ دینی چاہیے۔ بچے علی الصباح بیدار ہو کر نماز فجر کی ادائیگی کے بعد تلاوت قرآن کریم کریں اور ممکن ہو تو ترجمہ کے ساتھ پڑھیں۔ اگر ممکن ہو تو روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے ایک حدیث، ملفوظات حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور ارشاد دربار خلافت پڑھ کر سنائیں جو ہر روز دن اور وقت کی مناسبت سے اخبار کے پہلے صفحے کی زینت بنتے ہیں۔ ہمارے والدین اور بزرگوں کا یہی طریق رہاہے۔ بعض مائیں پُرانے زمانہ میں ان پڑھ ہوا کرتی تھیں اور وہ اپنے بچوں سے فرمائش کرتی تھیں کہ وہ اخبار الفضل یا کسی تنظیمی رسالہ کا پہلا صفحہ پڑھ کر سنائیں۔ مکرم ڈاکٹر عبدالسلام نوبل انعام یافتہ ایک ایسی ہی ماں کی کوکھ سے پلے تھے جنہوں نے اپنی اولاد کو دنیوی تعلیم کے ساتھ ساتھ دینی تعلیم سے بھی روشناس کروایا اور ڈاکٹر صاحب نے اپنی نوبل انعام یافتہ تھیوری کی بنیاد کو قرآن کریم میں قرار دیتے ہوئے فرمایا کہ یہ میں نے قرآن کریم سے سیکھا ہے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے 27 سمبر 1920ء کو حاضرین جلسہ سالانہ سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا:

”تم بے شک ظاہری علوم پڑھو مگر دین کا علم ضرور حاصل کرو اور اپنے اندر دین کی باتیں سمجھنے اور اخذ کرنے کا ملکہ پیدا کرو۔ اس لئے ایک تو قرآن کریم سیکھو اور دوسرے حضرت صاحب (حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی کتابیں پڑھو اور خوب یاد رکھو کہ حضرت صاحب کی کتابیں قرآن کی تفسیر ہیں۔“ (اصلاح نفس، انوار العلوم جلد 5 صفحہ 447)

آج الحمدللہ ثم الحمدللہ جماعت احمدیہ میں دنیا بھر میں ایسی لاکھوں مائیں موجود ہیں جو خود دینی و دنیوی تعلیمات سے آراستہ ہیں اور اپنے بچوں کو انہی لائنوں پر استوار کر رہی ہیں۔ وہ خود حضرت مسیح موعودؑ کی کتب جو روحانی خزائن اور قرآن کریم کی تفسیر ہیں کا مطالعہ کرتی ہیں۔ نوٹس تیار کرتی ہیں۔ تقاریر اور مضامین تیار کرتی ہیں اور پھر جماعت احمدیہ کے تمام بچوں کو اپنی روحانی اولاد سمجھتے ہوئے اس سے ان کو فائدہ پہنچاتی ہیں۔ ایڈیٹر کی حیثیت سے میرے پاس بے شمار احمدی مستورات اور بچیوں کے مضامین آتے رہے ہیں جن میں دینی علوم کو دنیوی علوم پر apply کیا ہوتا ہے اور آگے ان کی اولادیں ان سے فائدہ اٹھا کر ان علوم کو صدقہ جاریہ کے طور پر جاری رکھتی ہیں۔

قادیان میں ایک خاتون ہوا کرتی تھیں۔ افغانستان سے آئی تھیں اور سفید ان پڑھ۔ آپ کا نام مکرمہ اماں عائشہ پٹھانی تھا۔ آپ کی شادی ہوگئی۔ ایک بیٹی پیدا ہوئی۔ چند سالوں کی جب یہ بچی ہوئی تو اسے کسی احمدی گھرانے میں قرآن پڑھنے کے لئے بھجا گیا۔ اماں عائشہ نے بھی اپنی بچی کے ہمراہ اس گھر میں حصول تعلیم کے لیے جانا شروع کر دیا۔ اُدھر بچی قرآن کی تعلیم کا سہرا پہن رہی تھی اِدھر اس کی ماں بھی تعلیم قرآن سے آراستہ ہو رہی تھی۔ قرآن کریم ناظرہ پڑھنے کے بعد بیان کیا جاتا ہے کہ ان کے گھر میں بچوں اور بچیوں کا تانتا بندھنے لگا جو صبح سے شام تک قرآن کریم ناظرہ پڑھتے تھے۔

آج انٹرنیٹ کا دور ہے ہماری بہنیں انٹرنیٹ پر بچیوں اور بچوں کو قرآن کریم اور دیگر دینی تعلیم دے سکتی ہیں بلکہ امریکہ میں بسنے والی احمدی خاتون یورپ میں رہنے والی بچیوں کو باآسانی قرآن کریم ناظرہ سکھلاسکتی ہیں۔ اسلامی تعلیم سے آراستہ کرسکتی ہیں۔ اس کے لیے سب سے پہلے اپنے بچوں کے حوالے سے دینی تعلیم دینی ہے۔ بانی تنظیم لجنہ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے ایک موقع پر اس شعر کو درج فرما کر بیان فرمایا:

پھول تو دو دن بہار جاں فزا دکھلا گئے
حسرت ان غنچوں پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

عمومی طور پر اس شعر کو ایسے بچوں پر اپلائی کیا جاتا ہے جو بچپن میں ہی راہی بقا ہو جاتے ہیں۔ حضرت مصلح موعودؓ بیان فرماتے ہیں کہ اگر ہم نے اپنے بچوں کو دینی تعلیم سے آراستہ نہ کیا تو ان کا شمار بھی ان غنچوں میں ہوگا جو بن کھلے مرجھا گئے۔

☆...☆...☆

سیرتِ حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام کے بعض شیریں واقعات

(ندیم احمد فرخ۔ معلم سلسلہ)

خدا تعالیٰ نے اس زمانہ کی اصلاح کے لئے سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کو مبعوث فرمایا ہے اور آپ کا دعویٰ ہے کہ میں نے جو کچھ بھی پایا ہے اپنے آقا و مطاع حضرت محمد ﷺ سے پایا ہے چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ

’’میں نے خدا کے فضل سے نہ کہ اپنے کسی ہنر سے اس نعمت سے کامل حصہ پایا ہے جو مجھ سے پہلے نبیوں اور رسولوں اور خدا کے برگزیدوں کو دی گئی اور میرے لئے اس نعمت کا پانا ممکن نہ تھا اگر میں اپنے سیّد و مولا، فخر الانبیاء اور خیر الوریٰ حضرت محمد ﷺ کی راہوں کی پیروی نہ کرتا۔ سو میں نے جو کچھ پایا اس پیروی سے پایا اور میں اپنے سچے اور کامل علم سے جانتا ہوں کہ کوئی انسان بجز پیروی اس نبی کے خدا تک نہیں پہنچ سکتا اور نہ معرفتِ کاملہ کا حصہ پا سکتا ہے‘‘۔

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 صفحہ 64.65)

جب ہم سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کی حیاتِ مبارکہ پر نظر ڈالتے ہیں تو یہ بات ہمارے سامنے آتی ہے کہ آپ کی ساری زندگی اطاعت رسول ﷺ میں گزری ہے چنانچہ آپ کے ایک رفیق حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ اپنی ایک روایت میں حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاقِ حسنہ کا نہایت ہی پیارے انداز سے ذکر کرنے کے بعد آپ کے اخلاق کے متعلق کیا ہی پیارا لکھتے ہیں کہ

’’اگر حضرت عائشہ نے آنحضرت ﷺ کی نسبت یہ بات سچی کہی تھی کہ ’’کان خلقہ القرآن‘‘ تو ہم حضرت مسیح موعودؑ کی نسبت اسی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ ’’کان خلقہٗ حُبّ محمدٍ و اتباعہٗ علیہ الصّلوٰۃ و السلام‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ سوم صفحہ 827، روایت نمبر 975)

اب خاکسار حضرت مسیح موعودؑ کی حیاتِ مبارکہ میں سے چند ایک واقعات مختلف عناوین کے تحت درج کرتا ہے

☆نماز باجماعت۔

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

حضرت مسیح موعودؑ فرمایا کرتے تھے کہ۔۔۔۔’’جماعت کے لوگوں کو چاہیے کہ ہر جگہ اپنی مسجد میں اکٹھے ہو کر نماز باجماعت پڑھیں جماعت اور اتفاق میں بڑی برکت ہے پراگندگی سے پھوٹ پیدا ہوتی ہے۔‘‘

(ذکر حبیب صفحہ 197)

سیّدنا حضرت مصلح موعودؓ بیان کرتے ہیں کہ

’’میرے نزدیک ان ماں باپ سے بڑھ کر اولاد کا کوئی دشمن نہیں جو بچوں کو نماز باجماعت کی عادت نہیں ڈالتے مجھے اپنا ایک واقعہ یاد ہے ایک دفعہ حضرت صاحب کچھ بیمار تھے اس لئے جمعہ کے لئے مسجد نہ جا سکے میں اس وقت بالغ نہیں تھا کہ بلوغت والے احکام مجھ پر جاری ہوں تاہم میں جمعہ پڑھنے کو مسجد کو آ رہا تھا کہ ایک شخص مجھے اس وقت کی عمر کے لحاظ سے تو شکل اس وقت یاد نہیں رہ سکتی مگر اس واقعہ کا اثر مجھ پر ایسا ہوا کہ اب تک مجھے اس شخص کی صورت یاد ہے۔ محمد بخش اس کا نام ہے اور اب قادیان میں ہی رہتے ہیں میں نے ان سے پوچھا کہ آپ واپس آ رہے ہیں۔ کیا نماز ہو گئی ہے انہوں نے کہا آدمی بہت ہیں مسجد میں جگہ نہیں تھی میں واپس آ گیا میں بھی یہ جواب سن کر واپس آ گیا اور گھر میں آ کر نماز پڑھ لی۔ حضرت مسیح موعود نے یہ دیکھ کر پوچھا کہ مسجد میں نماز پڑھنے کیوں نہیں گئے۔۔۔ میں نے دیکھا کہ آپ کے پوچھنے میں ایک سختی تھی اور آپ کے چہرہ سے غصہ ظاہر ہوتا تھا آپ کے اس رنگ میں پوچھنے کا مجھ پر بہت اثر ہوا۔ جواب میں میں نے کہا تو تھا کہ میں گیا تو تھا۔ لیکن جگہ نہ ہونے کی وجہ سے واپس آ گیا۔ آپ سن کر خاموش ہو گئے لیکن جس وقت جمعہ پڑھ کر مولوی عبدالکریم صاحب آپ کا حال پوچھنے کے لئے آئے تو سب سے پہلی بات جو حضرت مسیح موعودؑ نے آپ سے دریافت کی وہ یہ تھی کیا آج لوگ مسجد میں زیادہ تھے۔ اس وقت میرے دِل میں سخت گھبراہٹ پیدا ہوئی۔۔۔۔ مولوی عبدالکریم صاحب نے جواب دیا۔ ہاں حضور آج واقعہ میں بہت لوگ تھے۔۔۔۔ بہر حال یہ واقعہ ہوا جس کا آج تک میرے قلب پر ایک گہرا اثر ہے۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ کو نماز باجماعت کا کس قدر خیال رہتا تھا۔‘‘

(الحکم 21 جولائی 1943ء)

حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ ایم۔ اے بیان کرتے ہیں کہ

’’بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ ان سے حضرت مسیح موعودؑ نے ذکر فرمایا کہ ایک دفعہ میں کسی مقدمہ کی پیروی کے لئے گیا۔ عدالت میں اور مقدمہ ہوتے رہے میں باہر ایک درخت کے نیچے انتظار کرتا رہا۔ چونکہ نماز کا وقت ہو گیا تھا اس لئے میں نے وہیں نماز پڑھنا شروع کر دی۔ مگر نماز کے دوران میں ہی عدالت سے مجھے آوازیں پڑنی شروع ہوگئیں مگر میں نماز پڑھتا رہا۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو میں نے دیکھا کہ میرے پاس عدالت کا بہرہ کھڑا ہے سلام پھیرتے ہی اس نے مجھے کہا مرزا صاحب مبارک ہو آپ مقدمہ جیت گئے ہیں۔‘‘

(سیرت المہدی جلد اوّل حصہ اوّل صفحہ نمبر 14، روایت نمبر 17)

عشقِ رسول ﷺ

حضرت مرزا سلطان احمدؓ بیان کرتے ہیں کہ

’’ایک بات جو میں نے خاص طور پر دیکھی کہ حضرت صاحب (یعنی آنحضرت ﷺ) کے متعلق والد صاحب ذرا سی بات بھی برداشت نہیں کر سکتے تھے اگر کوئی شخص آنحضرت ﷺ کی شان میں ذرا سی بھی بات کہتا تھا تو والد صاحب کا چہرہ سرخ ہو جاتا تھا اور آنکھیں متغیر ہو جاتی تھیں اور فوراً ایسی مجلس سے اٹھ کر چلے جاتے تھے۔ مولوی صاحب نے بیان کیا کہ مرزا صاحب نے اس مضمون کو بار بار دہرایا اور کہا کہ حضرت صاحب سے تو والد صاحب کو عشق تھا۔ ایسا عشق میں نے کبھی کسی شخص میں نہیں دیکھا۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی بیان کرتے تھے کہ جب 1907ء میں آریوں نے وچھو والی لاہور میں جلسہ کیا اور دوسروں کو بھی دعوت دی تو حضرت صاحب نے بھی ان کی درخواست پر ایک مضمون لکھ کر حضرت مولوی صاحب خلیفہ اوّلؓ کی امارت میں اپنی جماعت کے چند آدمیوں کو لاہور شرکت کے لئے بھیجا۔ مگر آریوں نے خلاف وعدہ اپنے مضمون میں آنحضرت ﷺ کے متعلق سخت بدکلامی سے کام لیا۔ اس کی رپورٹ جب حضرت صاحب کو پہنچی تو حضرت صاحب اپنی جماعت پر سخت ناراض ہوئے کہ ہماری جماعت کے لوگ اس مجلس سے کیوں نہ اٹھ کر آئے اور فرمایا کہ۔

پرلے درجہ کی بے غیرتی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو ایک مجلس میں برا کہا جاوے اور ایک مسلمان وہاں بیٹھا رہے اور غصہ سے آپ کا چہرہ سرخ ہو گیا اور آپ سخت ناراض ہوئے کہ کیوں ہمارے آدمیوں نے غیرتِ دینی سے کام نہ لیا۔ جب انہوں نے بدزبانی شروع کی تھی تو فوراً اس مجلس سے اٹھ کر آنا چاہیے تھا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل جلد نمبر 1 صفحہ 201، روایت نمبر 196)

عشقِ قرآن

حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

’’جس دِن شب کو عشاء کے قریب حسین کامی سفیر روم قادیان آیا اس دِن نمازِ مغرب کے بعد حضرت صاحب مسجد مبارک میں شاہ نشین پر احباب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ آپ کو دورانِ سر کا دورہ شروع ہوا اور آپ شاہ نشین سے اتر کر نیچے لیٹ گئے اور بعض لوگ آپ کو دبانے لگ گئے مگر حضور نے تھوڑی دیر میں سب کو ہٹا دیا۔ جب اکثر دوست وہاں سے رخصت ہو گئے تو آپ نے مولوی عبدالکریم صاحب مرحوم سے فرمایا کہ کچھ قرآن شریف پڑھ کر سنائیں۔ مولوی صاحب مرحوم دیر تک نہایت خوش الحانی سے قرآن شریف سناتے رہے یہاں تک کہ آپ کو افاقہ ہو گیا۔

(سیرت المہدی حصہ دوم جلد 1 صفحہ 439 روایت نمبر 462)

حافظ نور محمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ

’’۔۔۔۔۔۔ حافظ نبی بخش صاحبؓ نے (حضور سے) ہنس کر عرض کیا کہ یہ (یعنی خاکسار) بہت وظیفے پڑھتے رہتے ہیں۔ میں نے عرض کیا حضور میں تو وظیفہ نہیں کرتا صرف قرآن شریف ہی پڑھتا ہوں۔ آپ مسکرا کر فرمانے لگے کہ تمہاری تو یہ مثال ہے کہ کسی شخص نے کسی کو کہا کہ یہ شخص بہت عمدہ کھانا کھایا کرتا ہے تو اس نے جواب میں کہا کہ میں تو کوئی اعلیٰ کھانا نہیں کھاتا صرف پلاؤ کھایا کرتا ہوں پھر آپ نے فرمایا کہ قرآن شریف سے بڑھ کر اور کون سا وظیفہ ہے۔ یہی بڑا اعلیٰ وظیفہ ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم جلد 1 صفحہ 49 3 روایت نمبر 318)

حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

عموماً لیکچرار اور مصنفین اپنے مضمون کا مسودہ یا نوشت تیار کرنے سے قبل اس کے متعلق بعض کتب اور رسائل کو پڑھ لیتے ہیں۔ حضرت مسیح موعودؑ اس غرض کے لئے ہمیشہ قرآن کریم کو پڑھا کرتے تھے۔ اور دوسری کتابوں کی طرف چنداں متوجہ نہ ہوا کرتے تھے۔ یہی وجہ ہے کہ حضور کی تصانیف میں بکثرت قرآن کریم کے حوالے ہی پائے جاتے ہیں۔ گویا آپ کی تمام تحریریں۔ آپ کا تمام کاروبار قرآن شریف کی تفسیر تھا۔ آپ کو قرآن شریف کے ساتھ خاص محبت تھی جس کا اظہار آپ کی نظموں میں بخوبی ہو رہا ہے۔ مثلاً یا الٰہی تیرا فرقاں ہے کہ اک عالم ہے

جو ضروری تھا وہ سب اس میں مہیا نکلا

اے عزیزو سنو کہ بے قرآں حق کو ملتا نہیں کبھی انساں

دِل میں یہی ہے ہر دم تیرا صحیفہ چوموں
قرآں کے گرد گھوموں کعبہ مرا یہی ہے

(شمائل احمد صفحہ نمبر 21۔ شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ مرکزیہ ربوہ)

محبتِ دین اور غیرتِ دینی

آپ اپنے منظوم کلام میں اپنے دِل کی کیفیت کو خدا کے حضور پیش کر کے خدا تعالیٰ سے دعا گو ہوتے ہوئے فرماتے ہیں:

دیکھ سکتا ہی نہیں میں ضعفِ دینِ مصطفیٰ
مجھ کو کر اے میرے سلطاں کامیاب و کامگار

آپؑ کے دِل میں کس قدر محبتِ دین اور غیرتِ دین تھی اس بات کا اندازہ مندرجہ ذیل روایات سے بخوبی ہوسکتا ہے۔

حضرت مسیح موعودؑ کے رفیق حضرت مولوی شیر علی صاحبؓ کی روایت ہے جس میں آپ فرماتے ہیں:

’’میرا ایک کلاس فیلو تھا جس کا نام محمد عظیم ہے۔ اور وہ پیر جماعت علی شاہ سیالکوٹی کا مرید ہے۔ وہ مجھ سے بیان کرتا ہے میرا بھائی کہا کرتا تھا ایامِ جوانی میں جب مرزا صاحب کبھی امرتسر آتے تھے تو میں ان کو دیکھتا تھا وہ پادریوں کے خلاف بڑا جوش رکھتے تھے۔ اس زمانہ میں عیسائی پادری بازاروں وغیرہ میں عیسائیت کا وعظ کیا کرتے تھے اور اسلام کے خلاف زہر اگلتے تھے۔ مرزا صاحب ان کو دیکھ کر جوش سے بھر جاتے تھے اور ان کا مقابلہ کرتے تھے۔۔۔۔۔۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل۔ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 232، روایت نمبر 254)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

لدھیانہ کا واقعہ ہے کہ ایک دفعہ سردرد کا دورہ حضرت مسیح موعودؑ کو اس قدر سخت ہوا کہ ہاتھ پیر برف کی مانند سرد ہو گئے۔ میں نے ہاتھ لگا کر دیکھا تو نبض بہت کمزور ہوگئی تھی۔ آپ نے مجھے ارشاد فرمایا کہ اسلام پر کوئی اعتراض یاد ہو تو اس کا جواب دینے سے میرے جسم میں گرمائی آجائے گی اور دورہ موقوف ہوجائے گا۔ میں نے عرض کی حضور اس وقت تو کوئی اعتراض یاد نہیں آتا۔

فرمایا: آنحضرتؐ کی نعت میں کچھ اشعار یاد ہوں تو پڑھیں۔ میں نے براہین احمدیہ کی نظم

’’اے خدا! اے چارہ آزار‘‘

خوش الحانی سے پڑھنی شروع کردی اور آپؑ کے بدن میں گرمائی آنی شروع ہوگئی۔ پھر آپ لیٹے رہے اور سنتے رہے پھر مجھے ایک اعتراض یاد آگیا۔۔۔۔۔ جب میں نے یہ اعتراضات سنائے تو حضورؑ کو جوش آگیا اور فوراً آپ بیٹھ گئے اور بڑے زور کی تقریر جواباً کی اور بہت سے لوگ بھی آگئے اور دورہ ہٹ گیا۔

(سیرت المہدی حصہ چہارم۔ جلد نمبر 2 صفحہ 38، روایت نمبر 1039)

اسی طرح آپؑ کے ایک اور رفیق حضرت مولانا عبدالکریم صاحب سیالکوٹیؓ اپنے وسیع تجربہ کی بناء پر فرماتے ہیں:

’’ایک ہی چیز ہے جو آپ کو متاثر کرتی ہے۔ اور جنبش میں لاتی ہے اور حد سے زیادہ غصہ دلاتی ہے وہ ہے ’’محرمات اللہ اور اہانت شعائر اللہ‘‘ فرمایا! میری جائیداد کا تباہ ہونا اور میرے بچوں کا آنکھوں کے سامنے ٹکڑے ٹکڑے ہونا مجھ پر آسان ہے بہ نسبت دین کی ہتک اور استخفاف کے دیکھنے اور اس پر صبر کرنے کے‘‘۔

(حیاۃ النبی جلد اوّل نمبر 2 صفحہ 159-160)

عائلی زندگی

حضرت شیخ محمود احمد عرفانی صاحبؓ تحریر کرتے ہیں:

محترمہ استانی سکینۃ النساء بیگم صاحبہ جو مکرم قاضی اکمل صاحب کی حرم محترم ہیں اور تعلیم یافتہ خاتون ہیں اور جن کو حضرت اقدسؑ کے گھر میں بہت قریب سے حالات دیکھنے کا موقعہ ملا ہے۔ اپنی ایک روایت میں جو انہوں نے مجھے لکھ کر دی، لکھا ہے:

’’ایک دفعہ حضرت اماں جان فرماتی تھیں کہ میں جب پہلے پہل دلی سے آئی تو مجھے معلوم ہوا حضرت اقدس علیہ السلام گڑ والے چاول بہت پسند فرماتے ہیں۔ چنانچہ میں نے بڑے شوق اور اہتمام سے میٹھے چاول پکانے کا انتظام کیا۔ تھوڑے سے چاول منگوائے اور اس میں چار گنا گڑ ڈال دیا۔ سو وہ بالکل راب سی بن گئی جب پتیلی چولہے سے اتاری اور چاول برتن میں نکالے تو دیکھ کر سخت رنج اور صدمہ ہوا کہ یہ تو خراب ہوگئے۔ ادھر کھانے کا وقت ہوگیا تھا۔ حیران تھی کہ اب کیا کروں۔ اتنے میں حضرت صاحب آگئے۔ میرے چہرہ کو دیکھا جو کہ رنج اور صدمہ سے رونے والوں کا سا بنا ہوا تھا۔ آپ دیکھ کر ہنسے اور فرمایا کیا چاول اچھے نہ پکنے کا افسوس ہے؟ پھر فرمایا: نہیں! یہ تو بہت اچھے ہیں۔ میرے مزاج کے مطابق پکے ہیں۔ ایسے زیادہ گڑ والے ہی مجھے پسند ہیں۔ یہ تو بہت ہی اچھے ہیں پھر خوش ہو کر کھائے۔

حضرت اماں جان فرماتی تھیں کہ حضرت صاحب نے مجھے خوش کرنے کی اتنی باتیں کہیں کہ میرا دِل بھی خوش ہوگیا۔‘‘

(سیرت سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہ صفحہ نمبر 225-226)

ایک دفعہ ایک دوست کی درشت مزاجی اور بدزبانی کا ذکر ہوا اور شکایت ہوئی کہ وہ اپنی بیوی سے سختی سے پیش آتا ہے حضور اس بات سے بہت کبیدہ خاطر ہوئے اور فرمایا:

’’ہمارے احباب کو ایسا نہ ہونا چاہیے۔‘‘

حضور بہت دیر تک معاشرتِ نسواں کے بارہ میں گفتگو فرماتے رہے اور آخر پر فرمایا:

میرا یہ حال ہے کہ ایک دفعہ میں نے اپنی بیوی پر آوازہ کسا تھا۔ میں محسوس کرتا تھا کہ وہ بانگِ بلند دِل کے رنج سے ملی ہوئی ہے اور بایں ہمہ کوئی دِل آزار اور درشت کلمہ منہ سے نہیں نکالا تھا۔ اس کے بعد میں بہت دیر تک استغفار کرتا رہا اور بڑے خشوع اور خضوع سے نفلیں پڑھیں اور کچھ صدقہ بھی دیا کہ یہ درشتی کسی پنہانی معصیت الٰہی کا نتیجہ ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 307)

عاجزانہ راہیں

حضرت مسیح موعودؑ بیان کرتے ہیں کہ:

’’ایک دفعہ میں باہر سیر کو جا رہا تھا۔ ایک پٹواری عبدالکریم میرے ساتھ تھا۔ وہ ذرا آگے تھا میں پیچھے۔ راستہ میں ایک بڑھیا کوئی 70 یا 75 کی ضعیفہ ملی۔ اس نے ایک خط اسے پڑھنے کو کہا مگر اس نے اسے جھڑکیاں دے کر ہٹا دیا۔ میرے دِل پر چوٹ سی لگی۔ اس نے وہ خط مجھے دیا۔ میں اس کو لے کر ٹھہر گیا اس کو پڑھ کر اچھی طرح سمجھا دیا اس پر اسے سخت شرمندہ ہونا پڑا کیونکہ ٹھہرنا تو پڑا اور ثواب سے بھی محروم رہا۔‘‘

(ملفوظات جلد نمبر 4 صفحہ نمبر 83.83)

حضرت مرزا سلطان احمد صاحبؓ جو آپ کے بڑے بیٹے تھے بیان کرتے ہیں کہ ’’دادا صاحب ہمارے تایا مرزا غلام قادر صاحب کو کرسی دیتے تھے یعنی جب وہ دادا صاحب کے پاس جاتے تو ان کو کرسی پر بٹھاتے تھے لیکن والد صاحب جا کر خود ہی نیچے صف کے اوپر بیٹھ جاتے تھے۔ کبھی دادا صاحب ان کو اوپر بیٹھنے کو کہتے تو والد صاحب کہتے کہ میں اچھا بیٹھا ہوں۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل جلد 1 صفحہ 200 روایت نمبر 192)

’’ایک مرتبہ حضرت مسیح موعودؑ پر بیماری کا دورہ ہوا۔ باوجود یہ کہ گرمی کا موسم تھا۔ ہاتھ پاؤں سرد ہوگئے۔ اوپر بیت الذکر کی چھت پر نمازِ مغرب تشریف فرما تھے۔ احباب فوری تدابیر میں مصروف ہوگئے۔ پیرا کو بھی خبر ہوئی وہ بھی اس وقت مٹی گارے کا کوئی کام کر رہا تھا۔ پاؤں کیچڑ میں لت پت تھے اسی حالت میں بیت الذکر میں چلا آیا۔ آگے دری تھی اور یہ قدرتی امر تھا کہ اس کی اس حالت سے پاس والوں کے کپڑے اور دری کا فرش خراب ہوتا۔ اس بیئت کذائی (اسی حال میں) سے وہ آگے بڑھا اور حضرت کو دبانے لگا۔ بعض نے اس کو کہا کہ تو کس طرح آگیا؟ تیرے پاؤں خراب ہیں مگر اس نے کچھ بھی نہیں سنا اور حضرت کو دبانے لگا۔ حضرت نے فرمایا: اس کو کیا خبر ہے؟ جو کرتا ہے کرنے دو کچھ حرج نہیں؟‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعود صفحہ 360)

حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے ایک اور خادم مرزا اسماعیل بیگ صاحب کی شہادت ہے کہ جب حضرت اقدس اپنے والد بزرگوار کے ارشاد کے ماتحت بعثت سے قبل مقدمہ کی پیروی کے لئے جایا کرتے تھے تو سواری کے لئے گھوڑا بھی ساتھ ہوتا تھا اور میں بھی عموماً ہم رکاب ہوتا تھا لیکن جب آپ چلنے لگتے تو آپ پیدل ہی چلتے اور مجھے گھوڑے پر سوار کرا دیتے۔ میں بار بار انکار کرتا اور عرض کرتا حضور مجھے شرم آتی ہے۔ آپ فرماتے کہ ہم کو پیدل چلتے شرم نہیں آتی تم کو سوار ہو کر کیوں شرم آتی ہے۔

(حیاتِ طیبہ صفحہ 15)

آپؑ فرماتے ہیں:

گالیاں سن کر دعا دو پا کے دکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

وسعتِ حوصلہ

حضرت مولانا عبدالکریم سیالکوٹی صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

’’ایک دفعہ اتفاق ہوا کہ جن دنوں حضرت صاحب تبلیغ (یعنی آئینہ کمالات اسلام کا عربی حصہ) لکھا کرتے تھے۔ مولوی نورالدین صاحب تشریف لائے۔ حضرت صاحب نے ایک بڑا دو ورقہ مضمون لکھا اور اس کی فصاحت و بلاغت خداداد پر حضرت مسیح موعودؑ کو بڑا ناز تھا اور وہ فارسی ترجمہ کرنے کے لئے مجھے دینا تھا مگر یاد نہ رہا اور جیب میں رکھ لیا اور باہر سیر کو چل دیے۔ مولوی صاحب اور جماعت بھی ساتھ تھی۔ واپسی پر کہ ہنوز راستہ ہی میں تھے کہ مولوی صاحب کے ہاتھ میں کاغذ دے دیا کہ وہ پڑھ کر عاجز راقم کو دے دیں۔ مولوی صاحب کے ہاتھ سے وہ مضمون گر گیا۔ واپس ڈیرہ میں آئے اور بیٹھ گئے۔ حضرت صاحب معمولاً اندر چلے گئے۔

میں نے کسی سے کہا کہ آج حضرت صاحب نے مضمون نہیں بھیجا اور کاتب سر پر کھڑا ہے اور ابھی مجھے ترجمہ بھی کرنا ہے۔مولوی صاحب کو دیکھتا ہوں تو رنگ فق ہو رہا ہے۔حضرت صاحب کو خبر ہوئی تو معمولی ہشاش بشاش چہرہ تبسم زیرِلب تشریف لائے اور بڑا عزر کیا کہ ’’مولوی صاحب کو کاغذ کے گم ہونے سے بڑی تشویش ہوئی۔ مجھے افسوس ہے کہ اس کی جستجو میں اس قدر تگاپو کیوں کیا گیا۔میرا تو یہ اعتقاد ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس سے بہتر عطا فرماوے گا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل۔جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 260، روایت نمبر 292)

حضرت چوہدری حاکم علی صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

’’ایک دفعہ حضرت صاحب بڑی مسجد میں کوئی لیکچر یا خطبہ دے رہے تھے کہ ایک سکھ مسجد میں گھس آیا اور سامنے کھڑا ہو کر حضرت صاحب کو اور آپ کی جماعت کو سخت گندی اور فحش گالیاں دینے لگا۔ اور ایسا شروع ہوا کہ بس چپ ہونے میں ہی نہ آتا تھا۔مگر حضرت صاحب خاموشی کے ساتھ سنتے رہے۔ اس وقت بعض طبائع میں اتنا جوش تھا کہ اگر حضرت صاحب کی اجازت ہوتی تو اس کی وہیں تکہ بوٹی اڑ جاتی۔ مگر آپؑ سے ڈر کر سب خاموش تھے۔آخر جب اس کی فحش زبانی حد کو پہنچ گئی تو حضرت صاحب نے فرمایا کہ دو آدمی اسے نرمی کے ساتھ پکڑ کر مسجد سے باہر نکال دیں مگر اسے کچھ نہ کہیں۔ اگر یہ نہ جاوے تو حاکم علی سپاہی کے سپرد کر دیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ سرکار انگریزی کی طرف سے قادیان میں ایک پولیس کا سپاہی رہا کرتا ہے اور ان دنوں حاکم علی نامی ایک سپاہی ہوتا تھا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل۔جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 257، روایت نمبر 286)

حضرت میاں سراج الدین صاحبؓ لکھتے ہیں کہ:

’’سراج الدین لمبے بالوں والا جو سجادہ نشین تھا آیا ہے، پہلے تو نرمی سے باتیں پوچھتا رہا۔ پھر گالیاں نکالنی شروع کر دیں۔ایک گھنٹہ تک بابر گالیاں دیتا رہا۔آپؑ سنتے رہے جب وہ گالیاں دے کر تھک گیا تو آپ نے مسکرا کر فرمایا۔بس یا کچھ اور بھی ؟‘‘

(الحکم 26 مئی 1935ء صفحہ 6)

حضرت شیخ یعقوب علی عرفانی صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

’’حضرت مسیح موعودؑ پر بالمشافہ زبانی گندے حملے ہی نہ ہوتے تھے، اور آپ کی جان پر اس طرح کے بازاری حملوں پر ہی اکتفا نہ کیا جاتا تھا، آپ کے قتل کے فتووں اور منصوبوں پر پھر اس کے لئے کوشش کو ہی کافی نہ سمجھا جاتا تھا، اخبارات اور خطوط میں بھی گالیوں کی بوچھاڑ کی جاتی تھی۔اور پھر اس پر بس نہیں، ایسے خطوط عموماً آپ کو بیرنگ بھیجے جاتے تھے۔ خدا کا برگزیدہ ان خطوط کو ڈاک کا محصول اپنی گرہ سے ادا کر کے لیتا تھا اور جب کھولتا تھا تو ان میں اوّل سے آخر تک گندی اور فحش گالیوں کے سوا کچھ نہ ہوتا تھا۔آپ ان پر سے گزر جاتے اور ان شریروں اور شوخ چشموں کے لئے دعا کر کے ان کے خطوط ایک تھیلے میں ڈال دیتے تھے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 462 از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب)

رفقاء سے محبت

آپؑ کی حضرت صاحبزادہ عبد الطیف صاحبؓ سے محبت کے بارے میں حضرت ڈاکٹر میر اسماعیل صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

’’مولوی عبد الطیف صاحب کی شہادت کے بعد ان کا کوئی مرید ان کے کچھ بال حضرت مسیح موعودؑ کے پاس قادیان لایا۔آپ نے وہ بال ایک کھلے منہ کی چھوٹی بوتل میں ڈال کر اس کے اندر کچھ مشک رکھ کر اس بوتل کو سربمہر کر دیا اور پھر اس شیشی میں تاگہ باندھ کر اسے اپنی بیت الدعا کی ایک کھونٹی سے لٹکا دیا۔ اور یہ سارا عمل آپ نے ایسے طور پر کیا کہ گویا ان بالوں کو آپ ایک تبرک خیال فرماتے تھے اور نیز بیت الدعا میں اس غرض سے لٹکائے گئے ہوں گے کہ دعا کی تحریک رہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم۔جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 339، روایت نمبر 370)

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں:

’’مولوی محمد علی صاحب ایم۔ اے حضرت مسیح موعودؑ کے مکان کے ایک حصہ میں بالا خانہ میں رہا کرتے تھے اور جب تک ان کی شادی اور خانہ داری کا انتظام نہیں ہوا حضرت صاحب خود ان کے لئے صبح کے وقت گلاس میں دودھ ڈال کر اور پھر اس میں مصری حل کر کہ خاص اہتمام سے بھجوایا کرتے تھے۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ حضرت صاحب کو مہمانوں کی بڑی خاطر منظور ہوتی تھی اور پھر جو لوگ دینی مشاغل میں مصروف ہوں ان کو تو آپ بڑی قدر اور محبت کی نظر سے دیکھتے تھے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 344، روایت نمبر 380)

مہمان نوازی

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

’’حضرت مسیح موعودؑ کی طبیعت نہایت درجہ مہمان نواز تھی اور جو لوگ جلسہ کے موقعہ پر قادیان آتے تھے، خواہ وہ احمدی ہوں یا غیر احمدی، وہ آپ کی محبت و مہمان نوازی سے پورا پورا حصہ پاتے تھے اور آپ کو ان کے آرام اور آسائش کا از حد خیال رہتا تھا۔آپ کی طبیعت میں تکلف بالکل نہیں تھا اور ہر مہمان کو ایک عزیز کے طور پر ملتے تھے اور اس کی خدمت اور مہمان نوازی میں دلی خوشی پاتے تھے۔اوائل زمانہ کے لوگ بیان کرتے ہیں کہ جب کوئی مہمان آتا تو آپ ہمیشہ اسے ایک مسکراتے ہوئے چہرے سے ملتے اور مصافحہ کرتے۔ خیریت پوچھتے۔عزت کے ساتھ بٹھاتے۔ گرمی کا موسم ہوتا تو شربت بنا کر پیش کرتے ۔سردیاں ہوتیں تو چائے وغیرہ تیار کروا کے لاتے۔ رہائش کی جگہ کا انتظام کرتے اور کھانے وغیرہ کے متعلق مہمان خانہ کے منتظمین کو خود بلا کر تاکید فرماتے کہ کسی قسم کی تکلیف نہ ہو۔ ایک پرانے رفیق نے جو دنیاوی لحاظ سے معمولی حیثیت کے تھے، خاکسار مولف سے بیان کیا کہ میں جب شروع شروع میں قادیان آیا تو اس وقت گرمی کا موسم تھا، حضرت مسیح موعودؑ حسب عادت نہایت محبت اور شفقت کے ساتھ ملے اور مجھے خود اپنے ہاتھ سے شربت بنا کر دیا اور لنگر خانہ کے منتظم کو بلا کر خود میرے آرام کے بارہ میں تاکید فرمائی اور مجھے بھی بار بار فرمایا کہ کسی چیز کی ضرورت ہو تو مجھے بلا تکلف کہہ دیں۔ پھر اس کے بعد جب میں سردیوں میں آیا اور نماز اور کھانے سے فارغ ہو کر مہمان خانہ کے ایک کمرہ میں سونے کے لئے لیٹ گیا اور رات کا کافی حصہ گزر گیا تو کسی نے میرے کمرہ کے دروازہ کو آہستہ سے کھٹکھٹایا۔ جب میں اٹھ کر گیا اور دروازہ کھولا تو حضرت مسیح موعودؑ خود بنفسِ نفیس ایک ہاتھ میں لالٹین لئے اور دوسرے میں ایک پیالا تھامے کھڑے تھے اور مجھے دیکھ کر مسکراتے ہوئے فرمانے لگے ’’اس وقت کہیں سے دودھ آ گیا تھا۔میں نے کہا آپ کو دے آؤں کہ شاید رات کو دودھ پینے کی عادت ہو۔‘‘ وہ دوست بیان کرتے ہیں کہ میں شرم سے کٹا جا رہا تھا مگر حضرت مسیح موعودؑ اپنی جگہ معزرت فرما رہے تھے میں نے اس وقت اٹھا کر آپ کو تکلیف دی ہے۔اس چھوٹے سے واقعہ سے آپ کے جذبہ مہمان نوازی کا کس قدر اندازہ ہو سکتا ہے۔‘‘

(سلسلہ احمدیہ جلد اوّل موَلفہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے صفحہ نمبر 44-45)

ہمدردی خلق اور وفاداری

حضرت مولوی عبد الکریم سیالکوٹی صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ:

’’میں نے حضرت مسیح موعودؑ کو ہمدردی اور وفاداری کے ذکر میں فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اگر ہمارا کوئی دوست ہو اور اس کے متعلق ہمیں اطلاع ملے کہ وہ کسی گلی میں شراب کے نشے میں مدہوش پڑا ہے تو ہم بغیر کسی شرم اور روک کے وہاں جا کر اسے اپنے مکان میں اٹھا لائیں اور پھر جب اسے ہوش آنے لگے تو اس کے پاس سے اٹھ جائیں تاکہ ہمیں دیکھ کر وہ شرمندہ نہ ہو۔ اور حضرت صاحب فرماتے تھے کہ وفاداری ایک بڑا عجیب جوہر ہے۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ دوم۔جلدنمبر 1 صفحہ نمبر 381، روایت نمبر 421)

غریب پروری

’’قادیان کے قریب سٹھیالی ایک چھوٹا سا گاؤں ہے جو قادیان سے قریباً 6 میل کے فاصلے پر ہو گا وہاں سے ایک جٹ فقیر آیا کرتا تھا۔۔۔۔

وہ مسجد مبارک کی چھت کے نیچے آ کر کھڑکی کے پاس آواز لگایا کرتا تھا۔ جو بیت الفکر کی مغربی دیوار میں ہے۔اس کی آواز یہ ہوتی تھی۔

’’غلام احمد !ایک روپیہ لینا ہے۔‘‘

یعنی اے غلام احمد (علیہ السلام)!روپیہ لینا ہے۔ اور وہاں بیٹھ جاتا۔ حضرت صاحب کسی کام میں بعض اوقات مصروف ہوتے اور آپ کی توجہ اس میں ہوتی اور آپ اس کی آواز کو نہ سن سکتے تو وہ تھوڑی دیر کے بعد آواز لگاتا۔ اکثر لوگوں کو ناگوار معلوم ہوتا اور کوئی اسے ٹوکتا تو اسے کہہ دیتا کہ میں تمہارے پاس آیا ہوں ؟ میں تو غلام احمد (علیہ السلام) سے مانگتا ہوں۔حضرت اقدس کو اگر یہ معلوم ہو جاتا کہ کسی نے اسے کچھ کہا ہے تو آپ نہ پسند فرماتے اور ہنستے ہوئے اس کو روپیہ دے دیا کرتے اور یہ بھی آپ کا معمول تھا کہ سائل کو زیادہ دیر انتظار میں نہ رکھتے تھے۔‘‘

(سیرت حضرت مسیح موعودؑ صفحہ 462 از حضرت یعقوب علی عرفانی صاحب)

حضرت منشی ظفر احمد صاحبؓ روایت کرتے ہیں:

’’ایک دفعہ حضرت مسیح موعودؑ مغرب کی نماز کے بعد مسجد مبارک قادیان کی اوپر کی چھت پر چند مہمانوں کے ساتھ کھانا کھانے کی انتظار میں تھے۔ اس وقت ایک احمدی دوست میاں نظام دین صاحب ساکن لدھیانہ جو بہت غریب آدمی تھے اور ان کے کپڑے پھٹے پرانے تھے، حضور سے چار پانچ آدمیوں کے فاصلہ پر بیٹھے ہوئے تھے۔

اتنے میں چند معزز مہمان آ کر حضور کے قریب بیٹھتے گئے اور ان کی وجہ سے ہر دفعہ میاں نظام دین کو پرے ہٹنا پڑا۔حتی کے وہ ہٹتے ہٹتے جوتیوں کی جگہ تک پہنچ گئے اتنے میں جو کھانا آیا تو حضور نے جو سارہ نظارہ دیکھ رہے تھے۔ ایک سالن کا پیالہ اور کچھ روٹیاں اٹھا لیں اور میاں نظام دین سے مخاطب ہو کر فرمایا۔ ’’آؤ میاں نظام دین ہم اندر بیٹھ کے کھانا

بقیہ صفحہ 8 پر

نا انصافی اور نسل پرستی کے بارہ میں اسلام کا موقف

اسکاٹ لینڈ ریجن کا ورچوئل عید ملن پروگرام کا شاندار انعقاد

مرسلہ: ارشد محمود خاں ۔ اسکاٹ لینڈ

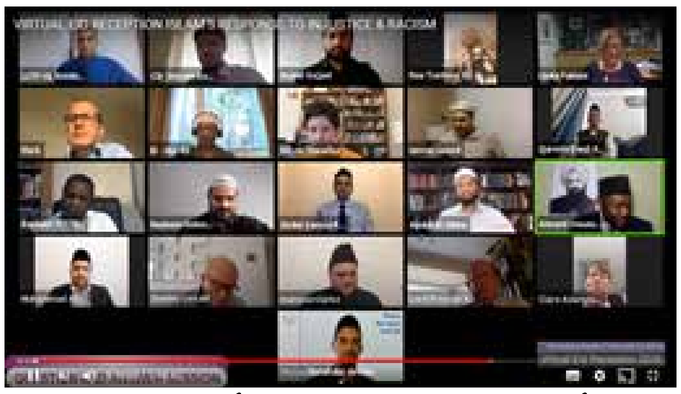

"نہ عجمی کو عربی پر کوئی فوقیت ہے نہ عربی کو عجمی پر۔ نہ گورا کالے سے افضل ہے نہ کالا گورے سے۔ بزرگی اور فضیلت کا کوئی معیار ہے تو تقویٰ ہے" مولائے کل ختم الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد نے انسانیت کو جہالت اور نسل پرستی کی زنجیروں سے رہائی دلائی اور اس حیاتِ آفرین پیغام کے معجزہ سے انسانیت کو صدیوں کی توہم پرستی کے بوجھ سے چھٹکارہ ملا۔

آج کچھ ممالک میں نسل پرستی جیسے مسائل سے نہایت گھمبیر صورتحال ہے اور غیرمسلم یہ جاننا چاہتے ہیں کہ اسلام اس بارہ میں کیا کہتا ہے۔ لہٰذا اسکاٹ لینڈ ریجن کو یہ موقع عید الاضحٰی کے بعد مورخہ 7اگست 2020ء کو ملا اور آن لائن عید ملن پارٹی کا موضوع "ناانصافی اور نسل پرستی کے بارہ میں اسلام کا موقف" رکھا گیا۔ اس پروگرام کو پیش کرنے کیلئے سوشل میڈیا کا بھرپور استعمال کیا گیا جس سے بہت آگاہی ہوئی۔ مقررہ دن کو شام ساڑھے چھ بجے یوٹیوب اور فیس بک کے ذریعے لائیو پروگرام نشر کیا گیا جسے اسکاٹ لینڈ سمیت طول عرض میں 600 کے قریب احباب نے سنا اور پروگرام پر اظہار خیال بھی کیا۔ پروگرام کے انتظامات کیلئے گلاسگو، ایڈنبرا اور ڈنڈی کے صدران جماعت اور لجنہ اماءاللہ اسکاٹ لینڈ نے اپنی اپنی ٹیمیں بنائیں جنہوں نے اپنے لوکل کونسلرز، ممبر آف اسکاٹش پارلیمینٹ اور دوسرے مذاہب سے تعلق رکھنے والی تنظیموں کو مدعو کیا۔ مکرم احمد اووزو کونیڈو صاحب کی سربراہی میں تمام ٹیموں کے ساتھ تیاری کی میٹنگز بھی ہوئیں۔ موجودہ کروناوائرس کی وبا کے نتیجے میں یہ ممکن نہ تھا کہ یہ پروگرام ہماری مسجد میں ہوتا لہٰذا تمام انتظامات آن لائن کیے گئے اور پہلی دفعہ ہمارے ریجن نے سوشل میڈیا پر لائیو پروگرام کا انعقاد کیا جس میں تمام مقررین نے اپنے اپنے گھروں اور دفاتر سے اس اہم موضوع پر خطاب کیا۔ اس ڈیجیٹل پروگرام کو کامیاب کرنے کیلئے ایک ٹیم نے پس پردہ مسلسل کام کیا اور کوئی بھی تکنیکی خرابی کے بغیر اس پروگرام کو بخوبی انجام دیا، الحمدللہ

پروگرام کی نظامت مکرم احمد اووزو کونیڈو صاحب نے سنبھالی اور اس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور انگریزی ترجمہ سے ہوا جس کے بعد ریجنل امیر اسکاٹ لینڈ مکرم محمد احسان احمد صاحب نے افتتاحی خطاب کیا جس کے بعد جماعت احمدیہ کے مختصر تعارف اور اس کی سماجی خدمات پر ایک ویڈیو دکھائی گئی۔ اس کے بعد درج ذیل مقررین نے خطاب کیا اور پروگرام کے موضوع پر اپنا نقطہ نظر بیان کیا اور جماعت احمدیہ کے نسل پرستی پر موقف کی تعریف بھی کی:

- Cllr Philip Braat The Lord Provost of Glasgow
- Cllr Frank Ross The Lord Provost of Edinburgh
- Rt. Hon. Alison Thewlis MP
- Linda Fabiani MSP, Deputy Presiding Officer at the Scottish Parliament
- HRH Naa Tsotsoo Soyoo — Queen Mother of James Town
- Cllr Ryan Houghton Aberdeen City Council

درج ذیل اہم سیاسی شخصیات نے بھی اس لائیو پروگرام میں شرکت کی اور سب کا نقطہ نظر سنا۔

- Cllr. Mark Flynn, Dundee City Council
- Cllr. Steven Rome, Depute Convener, Neighbourhood Services
- Hon. Stanley Lovatt Israel's First Honary Consul to Scotland
- Hon Clare Adamson MSP Motherwell and Wishaw

پروگرام کا اختتامی خطاب مکرم منصور احمد کلارک صاحب مربی سلسلہ نے کیا جس میں انہوں نے تفصیل کے ساتھ موجودہ نسل پرستی کے نتیجے میں ہونے والے واقعات کا تجزیہ کیا، خصوصاً امریکہ میں جارج فلائیڈ کی ہلاکت اور اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی بے چینی کا ذکر ہے۔ مربی صاحب نے تفصیلاً بتایا کہ ہمارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عالمی طور پر اس مسئلہ کیلئے کیا مساعی فرما رہے ہیں اور اسلام کا موقف کیسے اجاگر کیا جارہا ہے۔ مکرم مربی صاحب نے بتایا کہ ہمارے امام کیسے سالانہ پیس سمپوزیم کا انعقاد کرتے ہیں اور حال ہی میں انہوں نے تمام عالمی رہنماؤں کو امن کے قیام کیلئے اور ناانصافی کے خاتمہ کیلئے خطوط بھی لکھے ہیں۔

اس لائیو پروگرام کے دوران یوٹیوب اور فیس بک پر حاضرین کے سوالات بھی لیے جارہے تھے جس میں اس موضوع پر بہت سے احباب نے سوالات بھجوائے۔ سوالات کیلئے ایک پینل ترتیب دیا گیا تھا جس میں امام منصور احمد کلارک صاحب کے علاوہ امریکہ سے مبلغ مکرم عبداللہ ڈبہ صاحب اور لندن سے مربی سلسلہ مکرم نورالدین جہانگیر صاحب شامل تھے جنہوں نے سوالات کے تسلی بخش جوابات دیے جس سے غیرمسلم اہم سیاسی شخصیات جو اس پروگرام میں شامل تھیں، انہوں نے بھی جماعت احمدیہ کے موقف کی کھل کر تائید کی۔ پروگرام کے بعد بھی سوشل میڈیا میں بہت سے حاضرین کے علاوہ اہم سیاسی وسماجی شخصیات نے جماعت احمدیہ کے ناانصافی اور نسل پرستی کے خلاف موقف کی تائید کی جس سے تبلیغ کے شاندار مواقع میسر آئے جہاں ان شخصیات کے ہزاروں فولورز ہیں۔

پروگرام کا اختتام مکرم و محترم داؤد احمد قریشی مربی سلسلہ اسکاٹ لینڈ کے خطاب سے ہوا جس میں آپ نے تمام حاضرین کا شکریہ ادا کیا اور افسوس کا اظہار کیا کہ موجودہ حالات میں یہ ممکن نہ تھا کہ مہمانوں کو مسجد مدعو کیا جاتا اور عید کے موقع پر تواضع کی جاتی۔ آپ کی دعا کے بعد اس کامیاب پروگرام کا اختتام ہو۔

یتیم کی کفالت ایک اہم فرض

حضرت مسیح موعودؑ کی بعثت کے وقت سے خدمت خلق کا سلسلہ بھی شروع ہوگیا تھا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ یتامیٰ کی پرورش اور خبرگیری کیلئے اس قدر اہتمام فرماتے تھے کہ ایک مرتبہ یتامیٰ کے کھانے کیلئے ہوسٹل میں آٹا ختم ہوگیا۔ حضرت میر محمد اسحٰق صاحبؓ نے توفوری طور پر باوجود شدید علالت کے تانگہ منگوایا اور مخیر دوستوں کو تحریک کرکے آٹا کا بندوبست کیا۔

اس کے بعد خلفاء احمدیت کی ہدایات اور راہنمائی میں یہ نظام چلتا رہا حتیٰ کہ مارچ 1989ء میں صدسالہ جوبلی کے مبارک موقع پر حضرت خلیفۃ المسیح الرابع نے باقاعدہ طور پر کفالت یکصد یتامیٰ کے نام سے اس تحریک کا اجراء فرمایا اور فرمایا کہ اس مبارک اور تاریخی موقع پر شکرانہ کے طور پر جماعت احمدیہ ایک سو یتامیٰ کی کفالت کا ذمہ اٹھانے کا عہد کرتی ہے۔ چنانچہ یتامیٰ کی خدمات کے سائے بڑھتے بڑھتے آج قریباً پانچصد خاندانوں کے 2 ہزار 7 صد یتامیٰ زیر کفالت ہیں۔ یتامیٰ کی کفالت اور پرورش میں 1۔خوردونوش 2۔تعلیمی اخراجات 3۔بچیوں کی شادی کے اخراجات 4۔ علاج معالجہ اور مکان کی تعمیر ومرمت اور کرایہ کے اخراجات شامل ہیں۔ جس پر کل بیس لاکھ روپے ماہوار اخراجات ہو رہے ہیں اور آمد انتہائی کم ہے۔ اس کے باعث دفتر ہٰذا کو مالی مشکلات کا سامنا ہے۔ ایک یتیم کی کفالت پر ایک ہزار تا تین ہزار روپے ماہوار اخراجات ہوتے ہیں۔

تمام احباب جماعت سے عموماً اور مخیر حضرات مخلصین سے خصوصاً التماس ہے کہ اس مبارک تحریک میں بڑھ چڑھ کر شرکت فرما کر ممنون فرمائیں اور ہمارے پیارے آقاؐ کی اس پیاری حدیث کے مصداق بنیں۔ جس میں آپؐ فرماتے ہیں۔ میں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح اکٹھے ہوں گے جس طرح دو انگلیاں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس اہم فریضہ کی ادائیگی کی بہترین توفیق دے۔ آمین

(سیکرٹری کمیٹی کفالت یکصد یتامیٰ دارالضیافت ربوہ)

☆...☆...☆

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION Download on the App Store Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
+44 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

بقیہ: سیرت حضرت مسیح موعودؑ ...... از صفحہ 6

کھائیں‘‘۔

یہ فرما کر حضور بیت کے ساتھ والی تشریف لے گئے اور حضور نے اور میاں نظام دین نے کوٹھری کے اندر اکٹھے بیٹھ کر ایک ہی پیالہ میں کھانا کھایا۔ اس وقت میاں نظام دین پھولے نہیں سماتے تھے اور جو لوگ میاں نظام دین کو عملاً پرے دھکیل کر حضرت مسیح موعودؑ کے قریب بیٹھ گئے تھے وہ شرم سے کٹے جاتے تھے۔‘‘

(سیرت طیبہ صفحہ 188 از مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

جانوروں پر رحم

حضرت ڈاکٹر میر محمد اسماعیل صاحبؓ بیان کرتے ہیں کہ

’’ایک دفعہ میاں یعنی خلیفۃ المسیح الثانیؓ دالان کے دروازے بند کر کے چڑیاں پکڑ رہے تھے کہ حضرت صاحب نے جمعہ کی نماز کے لئے باہر جاتے ہوئے ان کو دیکھ لیا اور فرمایا کرتے میاں گھر کی چڑیاں نہیں پکڑا کرتے۔ جس میں رحم نہیں اس میں ایمان نہیں۔ خاکسار عرض کرتا ہے کہ بعض باتیں چھوٹی ہوتی ہیں مگر ان سے کہنے والے کے اخلاق پر بڑی روشنی پڑتی ہے‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل۔ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 176، روایت نمبر 178)

حضرت خواجہ عبد الرحمان صاحبؓ متوطن کشمیر نے بیان کیا کہ

’’ایک دفعہ ایک بڑا موٹا کتا حضرت مسیح موعودؑ کے گھر میں گھس آیا اور بچوں نے اسے دروازے بند کر کے مارنا چاہا۔ لیکن جب کتے نے شور مچایا تو حضرت صاحب کو بھی پتا لگ گیا اور آپ ہم پر ناراض ہوئے چنانچہ ہم نے دروازہ کھول کر کتے کو چھوڑ دیا۔‘‘

(سیرت المہدی حصہ اوّل۔ جلد نمبر 1 صفحہ نمبر 312.313، روایت نمبر 342)

اللہ تعالی ہم سب کو سیّدنا حضرت مسیح موعودؑ کے اخلاقِ کو بھرپور طریق پر اپنانے کی توفیق عطا فرمائے کیوں کہ حضرت مسیح موعودؑ نے اپنے اخلاق کا نمونہ جو ہمارے لئے چھوڑا ہے اگر ہم ان پر عمل کریں گے تو ہم اپنے اس معاشرے کو جنت نظیر معاشرہ بنا سکتے ہیں۔ خدا تعالی ہمیں اس کی توفیق عطاء فرمائے۔ (آمین)

☆...☆...☆

درخواست دُعا

اخبار روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو مختلف جہت سے قارئین کی طرف سے دُعاؤں کی درخواستیں ملتی رہتی ہیں۔ جو گاہے بگاہے شائع کر دی جاتی ہیں تا جو دوست یا خواتین بیمار ہیں وہ دنیا بھر کے احمدیوں کی دُعاؤں کے طفیل صحت پائیں۔ جو پریشان ہیں، مشکلات میں ہیں ان کی پریشانیاں اور مشکلات دور ہوں۔ جن کی اولاد نہیں یا اولاد نرینہ کی درخواست کر رہے ہیں۔ ان کی گودیں نیک، صالح، صحت مند اولاد سے ہری کرے۔ جو امتحانات دے رہے ہیں وہ نمایاں کامیابی پائیں۔

قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن شہداء احمدیت کے پسماندگان کو اور اسیران راہ مولی کو بھی اپنی دُعاؤں میں یاد رکھیں۔ اللہ تعالیٰ اسیران کے لئے آسانیاں مہیاء فرمائے اور اسلام احمدیت کو دن دوگنی رات چوگنی ترقیات سے نوازتا چلا جائے۔

اللہ تعالیٰ حضرت خلیفۃ المسیح کو کامل صحت کے ساتھ درازی عمر عطا فرمائے۔ اپنی حفاظت خاص میں رکھے اور روح القدس سے اپنی تائیدات سے نوازتا رہے اور ہم تمام احباب جماعت کو خلافت کی برکات و فیوض سے حصہ لینے کی توفیق عطا فرماتا رہے۔ (ادارہ)

اعلانات ولادت

۱) مجلس ساؤتھ ورجینیا سے مکرم نعیم ارشد صاحب تحریر کرتے ہیں کہ میرے چھوٹے بھائی فہیم ارشد صاحب مربی سلسلہ جو فنکس ایریزونا میں خدمت بجالا رہے ہیں اور انکی زوجہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے فضل سے مورخہ 18 جولائی کو پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے اور بچے کا نام حضورِ انور نے ازراہِ شفقت انصر احمد فہیم عطا فرمایا ہے۔ نومولود محمد ارشد شیخ ساکن ساؤتھ ورجینیا جماعت کا پوتا ہے۔ درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو نیک خادمِ دین بنائے اور لمبی عمر عطا کرے۔

۲) مجلس ساؤتھ ورجینیا امریکہ سے مکرم عاشر عظیم صاحب تحریر کرتے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے مجھے اور میری زوجہ کو اپنے فضل سے مورخہ 24 جولائی کو ایک بیٹی کے بعد پہلے بیٹے سے نوازا ہے۔ نومولود وقفِ نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہے اور بچے کا نام حضورِ انور نے ازراہِ شفقت ثمر احمد عطا فرمایا ہے۔ نومولود محمد اصغر صاحب ساکن لیہ جماعت پنجاب، پاکستان کا پوتا ہے. درخواستِ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیزم کو نیک خادمِ دین بنائے اور لمبی عمر عطا کرے۔

بقیہ: دربارِ خلافت ...... از صفحہ 2

کوششیں ہیں، وہ اگر کامیاب ہوسکتی ہیں یا کھڑی رہ سکتی ہیں یا تمہیں بچا سکتی ہیں تو صرف خدا تعالیٰ کے فضل سے۔ اس لیے خدا تعالیٰ کے آگے جھکو، وہی شہتیر ہے، ایک بیم (beam) ہے۔ اگر گھر کا بیم گر جاتا ہے تو کمرہ بھی نیچے جا پڑتا ہے، گھر بھی نیچے آ پڑتا ہے۔ فرمایا کہ ’’اگر شہتیر گر جائے تو کیا کڑیاں اپنی چھت پر قائم رہ سکتی ہیں؟ نہیں بلکہ یک دفعہ گریں گی اور احتمال ہے کہ ان سے کئی خون بھی ہو جائیں۔ اسی طرح تمہاری تدابیر بغیر خدا کی مدد کے قائم نہیں رہ سکتیں۔ اگر تم اس سے مدد نہیں مانگو گے اور اس سے طاقت مانگنا اپنا اصول نہیں ٹھہراؤ گے تو تمہیں کوئی کامیابی حاصل نہیں ہو گی۔ آخر بڑی حسرت سے مرو گے۔ یہ مت خیال کرو کہ پھر دوسری قومیں کیونکر کامیاب ہو رہی ہیں‘‘ ان ملکوں کی ترقی یافتہ یہ نام نہاد آزاد قومیں، غیر مذہب لوگ جو ہیں کیوں کامیاب ہو رہے ہیں؟‘‘ حالانکہ وہ اس خدا کو جانتی بھی نہیں جو تمہارا کامل اور قادر خدا ہے؟ اس کا جواب یہی ہے کہ وہ خدا کو چھوڑنے کی وجہ سے دنیا کے امتحان میں ڈالی گئی ہیں۔ خدا کا امتحان کبھی اس رنگ میں ہوتا ہے کہ جو شخص اسے چھوڑتا ہے اور دنیا کی مستیوں اور لذتوں سے دل لگاتا ہے اور دنیا کی دولتوں کا خواہش مند ہوتا ہے تو دنیا کے دروازے اس پر کھولے جاتے ہیں اور دین کے رو سے وہ نرا مفلس اور ننگا ہوتا ہے اور آخر دنیا کے خیالات میں ہی مرتا اور ابدی جہنم میں ڈالا جاتا ہے۔ اور کبھی اس رنگ میں بھی امتحان ہوتا ہے کہ دنیا سے بھی نامراد رکھا جاتا ہے۔‘‘

(کشتی نوح، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22 تا 24)

(جلسہ سالانہ جرمنی 2019ء کے موقع پر خواتین کے اجلاس سے حضور انور کا خطاب۔ 06/ جولائی 2019ء بروز ہفتہ)

02 ستمبر 2020ء		طلوع فجر	غروب آفتاب
مکہ مکرمہ		04:47	18:36
مدینہ منورہ	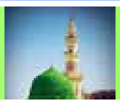	04:43	18:39
قادیان	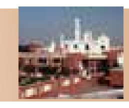	04:41	18:51
ربوہ		04:21	18:31
اسلام آباد ٹلفورڈ		04:49	19:46